ماہنامہ

انصار اللہ

اِنِّیْ رَأَیْتُ الْوَجْہَ وَجْہَ مُحَمَّدٍ
وَجْہٌ کَبَدْرِ اللَّیْلَۃِ الْبَلْمَاءِ
شَمْسُ الْھُدیٰ طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَکَّۃَ
عَیْنُ النَّدَا نَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءِ

میں نے وہ چہرہ دیکھا ہے جو محمد ﷺ کا چہرہ ہے۔ ایسا چہرہ جیسا چودھویں رات کا چاند ہو۔ ہدایت کا آفتاب ہمارے لئے مکہ سے طلوع ہوا۔ بخششوں کا چشمہ ہمارے لئے حراء سے پھوٹ پڑا

(مِنَ الرحمٰن)

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

دسمبر ۲۰۰۳ء

”میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے“

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحتِ اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اِس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں“۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ
انصار اللہ

ایڈیٹر: نصراللہ خان ناصر

فتح ۱۳۸۲ ہش۔ دسمبر 2003ء

جلد نمبر ۴۴

شماره نمبر ۱۲

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر۔ جاوید احمد جاوید۔ ریاض محمود باجوہ۔ محمود احمد اشرف

اس شمارے میں

☆......☆......☆

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
کمپوزنگ: خالد کمپوزنگ سنٹر۔ ربوہ

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ .... ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ .... دس روپے

مجلس عاملہ مجلس انصاراللہ پاکستان برائے سال ۲۰۰۴ء۔۱۳۸۳ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳۸۳ہش/ ۲۰۰۴ء کیلئے مندرجہ ذیل اراکین خصوصی مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار۔ مرزا غلام احمد صدر مجلس انصاراللہ پاکستان)

اراکین خصوصی

۱۔ مکرم ومحترم مرزا عبدالحق صاحب
۲۔ مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب
۳۔ مکرم ومحترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب
۴۔ مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
۵۔ مکرم ومحترم چوہدری شبیر احمد صاحب

اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان

۱۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب	نائب صدر اوّل
۲۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب	نائب صدر اور قائد تعلیم
۳۔ مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب	نائب صدر صف دوم
۴۔ مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب	قائد عمومی
۵۔ مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب	قائد اصلاح وارشاد
۶۔ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب	قائد تربیت
۷۔ مکرم کیپٹن (ر) شمیم احمد خالد صاحب	ایڈیشنل قائد تربیت نومبائعین
۸۔ مکرم منیر احمد بسمل صاحب	قائد تعلیم القرآن ووقفِ عارضی
۹۔ مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب	قائد اشاعت
۱۰۔ مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب	قائد تجنید
۱۱۔ مکرم عبدالجلیل صادق صاحب	قائد ذہانت وصحت جسمانی
۱۲۔ مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب	قائد تحریک جدید
۱۳۔ مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب	قائد وقف جدید
۱۴۔ مکرم میجر (ر) شاہد احمد سعدی صاحب	قائد ایثار
۱۵۔ مکرم سید طاہر احمد صاحب	قائد مال
۱۶۔ مکرم منور شمیم خالد صاحب	آڈیٹر
۱۷۔ مکرم مبشر احمد ایاز صاحب	معاون صدر
۱۸۔ مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب	زعیم اعلیٰ انصاراللہ ربوہ

اداریہ

جلسہ سالانہ کی عظیم برکات اور عالمگیر امن وسلامتی

اللہ تعالیٰ کی خاص مشیئت اور تائید سے ۱۸۹۱ء میں جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ رکھی گئی۔ یہ جلسہ محض کوئی دنیوی اجتماعوں کی طرح نہیں کہ اس میں دنیوی اشغال، رسم ورواج یا کوئی عام سج دھج نمود ونمائش نظر آئے بلکہ اس کے مقاصد عالیہ تمام دنیوی لہو ولعب سے مبرا اور پاک ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے اس کے جو اغراض ومقاصد بیان فرمائے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

O ''ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں......ان کی معرفت ترقی پذیر ہو......تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا......جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں......''۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۰)

O ''کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو......''۔ (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۱)

O ''......خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسرے کیلئے نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرم اختیار کریں......'' (شہادت القرآن روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

O ''......اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں......''۔ (آسمانی فیصلہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۲)

O ''......تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کیلئے بدرگاہِ حضرت عزت جلّ شانہ کوشش کی جائے گی''۔ (ایضاً)

یہ وہ عظیم بنیادی اغراض ہیں جس کے لئے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ وہ مقاصد ہیں جن سے ایمان ویقین کو ترقی ملتی ہیں۔ علم ومعرفت اور روحانیت ترقی پذیر ہوتی ہے۔ باہمی ہمدردی اور محبت اور تودّد اخوت بڑھتی ہے۔ اور پھر تعاون اور یگانگت سے اتحاد ووحدت، امن وآشتی کا پیامبر بن کر عالمگیر سلامتی کا ضامن بنتے ہیں۔ ربّ کریم کی شناخت، سے انسان اپنے وجود کا عرفان حاصل کرتا ہے اور کائنات کی تخلیق کے مقاصد جان سکتا ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی کیا ذمہ

داریاں ہیں جن کا اسے متحمل ہونا ہے۔ ہر دو حقوق ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ حقوق اللہ ادا کرنے کا نتیجہ ہی ہے کہ اس سے حقوق العباد کی حکمت وفلسفہ سمجھ آتا ہے اور یہی وہ حقوق العباد کے ادا ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور یہ حقوق العباد ہی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کا موجب قرار پاتے ہیں اور دوسرے لفظوں میں یہی حقوق اللہ ہیں۔ انسان کی تخلیق کا یہی مقصدِ حیات ہے۔ جس کا صحیح سمت سفر ایک خوشحال اور امن وسلامتی کی خصوصیات سے بھرپور معاشرہ قائم کرنا ہے۔ باہمی محبت، تودّد واخوت اور ان اوصاف حسنہ کا علم وعرفان، اس عالمگیر امن وسلامتی کو قائم کرنے کا موجب ہیں جس سے وحدت انسانی تشکیل پاتی ہے اور یہی وہ اغراض ہیں جن کے لئے جلسہ سالانہ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی آمد کی بھی یہی غرض بیان فرمائی ہے اور اسی کے لئے جلسہ سالانہ کی تربیت گاہ ہے کہ اخلاق حسنہ سے مزین انسانیت قائم ہو۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

''......اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے اور جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے......'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۶)

اخلاقیات کے اس معراج کو حاصل کرنے کیلئے جلسہ سالانہ کا الٰہی نظام جاری کیا گیا ہے جس کی وسعت اب اس کی عالمگیریت ہے۔ قریہ قریہ، بستی بستی، بلاد وامصار اس کی تربیت گاہ بن چکے ہیں اور یہ کیفیت اس بات کی علامت ہے کہ سچائی کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور اب اس کی روشنی تمام دنیا پر محیط ہوگی۔ جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ ۲۰ جون ۲۰۰۳ء میں اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''جماعت احمدیہ کا یہ کام ہے کہ ایک مہم کی صورت میں دنیا کے سامنے دین حق کی امن اور آشتی کی خوبصورت تعلیم پیش کرے اور دنیا کے سامنے کھولے کہ دین حق انصاف اور امن کی تعلیم کا علمبردار ہے......''

حضور نے فرمایا:۔

''دین حق کی فتح ضرور ہوگی لیکن زور بازو سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہوگی''۔

پس اس زمانہ میں حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے ذریعہ عالمگیر محبت ووحدت کا پیغام دیا ہے۔ جو موجب ہے امن عالم اور انسانی وحدت کا اور جلسہ سالانہ کی یہی برکات وتاثیرات ہیں جو اس کی عالمگیریت سے ظاہر ہو رہی ہیں۔

امام الکلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کے تین پہلو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......فرماتے ہیں:۔

''انسان کے تعلقات تین طرح کے ہوتے ہیں۔سب سے پہلا تعلق تو اس کا خدا سے ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا خالق و رازق ہے۔اس کے فضل کے بغیر اس کا ایک دم آرام سے نہیں گزر سکتا بلکہ آرام تو الگ رہا اس کی زندگی ہی محال ہے۔اس کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہر ایک لحہ میں اس کے فضلوں کی بارش ہم پر ہو رہی ہے۔کمزور سے کمزور ضعیف سے ضعیف حالت سے اس نے ہمیں اس حد کو پہنچایا ہے اور عقل و خرد بخش کر کل مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے اس لئے اگر اس کے ساتھ ہمارے تعلقات درست نہ ہوں۔اگر ہمارے اخلاق تعلق باللہ میں ادنیٰ ہوں اور اس کے احسانات کو ہم فراموش کر دیں تو ہم سے زیادہ کوئی ذلیل نہیں۔خالق کے بعد ہمارا تعلق مخلوق سے ہے کہ ان میں بھی کوئی ہمارا محسن ہے،کوئی ہمارا معلّم ہے،کوئی ہمارا مہربان ہے،کوئی درد خواہ ہے،کوئی ہمارے آرام و آسائش میں کوشاں ہے،کوئی ہماری محبت اور توجہ کا محتاج ہے،کوئی اپنی کمزوریوں اور اپنی گری ہوئی حالت اور اپنے ہم سفروں سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ہم سے نصرت و مدد کا متمنی ہے۔غرضیکہ ہزاروں طریق سے ہزاروں آدمی ہم سے متعلق ہیں اور اگر ہمارے معاملات ان سے درست نہ ہوں اگر ان سے بدخلقی سے پیش آئیں تب بھی دنیا کا امن و امان جاتا رہتا ہے۔............

تیسرا تعلق ہمارا خود اپنے نفس سے ہے کہ یہ بھی ہماری بہت سی توجہات کا محتاج ہے اور جس طرح ہمارا خالق سے منہ موڑنا یا مخلوق سے بداخلاقی سے پیش آنا نہایت مضر اور مخربِ امن ہے اسی طرح ہمارا اپنے نفس سے بدسلوکی کرنا اور اخلاق رذیلہ سے پیش آنا نہایت خطرناک اور باعث فساد ہے۔پس وہی انسان کامل ہوسکتا ہے کہ جو ان تینوں معاملات میں کامل ہو اور ان اصناف میں سے ایک صنف میں بھی کمزوری نہ دکھلائے۔

اگر ان تینوں اقسام اخلاق کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر انسان جو اخلاق میں کامل سمجھے جاتے ہیں بہت سی کمزوریاں رکھتے ہیں اور اگر ایک قسم کے اخلاق میں انہیں کمال حاصل ہے تو دوسری قسم میں انہیں کوئی دسترس نہیں۔ہاں اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور پاک بندوں کا گروہ ہی نکلے گا کہ جو ان تینوں اقسام اخلاق میں کمال رکھتا ہے اور کسی خوبی کو اس نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔اور جب آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا مطالعہ غور سے کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ تمام صاحب کمال لوگوں کے سردار تھے''۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۶۔۱۷)

کلام الامام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاءؑ سے روحانی مناسبت

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ اُن تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اُس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود مسیح نے یوحنا کی انجیل کے ١٦ باب میں کہا ہے کہ مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر مَیں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا (یعنی محمد ﷺ) تم پاس نہ آئے گا پھر اگر مَیں جاؤں تو اُسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اِس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ راستی سے اس لئے کہ مَیں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ جب وہ روح حق آئے گی تو تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گی۔ وہ روح حق میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی۔ ١٤۔ وہ تسلی دینے والا جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ لوقا ١٤۔ مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھ کو نہ دیکھو گے اُس وقت تک کہ تم کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر (یعنی مسیح علیہ السلام کے نام پر) آتا ہے۔ اِن آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ مَیں اُسے تم پاس بھیج دوں گا اِس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اُس کے آنے کیلئے تقاضا کرے گی اور یہ فقرہ کہ باپ اُس کو میرے نام سے بھیجے گا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنے والا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کی رُو سے وہ مسیح ہوگا جیسا کہ ایک شاخ کی رُو سے وہ موسیٰ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہٗ اشارہ فرماتا ہے۔ فبھدٰھم اقتدہ یعنی اے رسول اللہ تو ان تمام ہدایت متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرلے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اِس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اِسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمدؐ کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایتِ درجہ کی تعریف تبھی متصور ہوسکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت ﷺ میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اِس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اِسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پاکر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے۔ .... یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سید ہمارے مسیح خاتم الانبیاء ﷺ وسلم کے ظہور سے اپنی مراد کو پہنچا۔ فالحمدللہ۔

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۲_۳۴۳)

عربی منظوم کلام

هٰذَا رَسُولٌ قَدْ أَتَيْنَا بَابَهُ　　بِمَحَبَّةٍ وَّإِطَاعَةٍ وَّرِضَاءِ

یہی وہ رسول ہے جس کے دروازے پر ہم آئے ہیں۔ محبت، اطاعت اور رضامندی کے ساتھ

يَالَيْتَ شُقَّ جَنَانِيَ الْمُتَمَوِّجُ　　لَأُرِيَ الْخَلَائِقَ بَحْرَهَا كَالْمَاءِ

کاش میرا لہریں مارتا ہوا دل چیرا جاتا تا میں لوگوں کو پانی کی طرح اس کا سمندر دکھا دیتا

إِنَّا نُشَاهِدُ حُسْنَهُ وَجَمَالَهُ　　وَمَلَاحَةً فِي مُقْلَةٍ كَحْلَاءِ

ہم تو اس کا حسن اور جمال مشاہدہ کر رہے ہیں اور شرمگیں آنکھوں میں حُسنِ ملاحت بھی

بَدْرٌ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ بِفَضْلِهِ　　وَالْبَدْرُ لَا يَعْسُوْا بِلَغْيِ ضِرَاءِ

وہ بدر ہے خداوند کریم کی طرف سے اور اس کے فضل سے اور بدر کسی اندھے کی لغو باتوں سے بے نور نہیں ہوتا

إِنَّا بُرَاءُ فِيْ مَنَاهِجِ دِيْنِهِ　　مِنْ كُلِّ زِنْدِيْقٍ عَدُوِّ دَهَاءِ

ہم اس کے دین کے راستوں میں (چلتے ہوئے) ہر زندیق اور عقل کے دشمن سے بیزار ہیں

نَخْتَارُ اٰثَارَ النَّبِيِّ وَاَمْرَهُ　　نَقْفُوْ كِتَابَ اللّٰهِ لَا الْاٰرَاءِ

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور احکام کو اختیار کرتے ہیں ہم اللہ کی کتاب کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ آراء کی

إِنَّ الْمُقَرَّبَ لَا يُضَاعُ بِفِتْنَةٍ　　وَالْاَجْرُ يُكْتَبُ عِنْدَ كُلِّ بَلَاءِ

مقرب آزمائش سے ضائع نہیں کیا جاتا اور ہر بلا کے وقت اس کا اجر لکھا جاتا ہے

يَارَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا بِكَرَامَةٍ　　يَامَنْ يَرَى قَلْبِيْ وَلُبَّ لِحَائِيْ

اے ہمارے رب! ہمارے درمیان باعزت فیصلہ فرما۔ اے وہ جو میرے دل اور میرے ظاہر کی اندرونی حقیقت کو دیکھ رہا ہے

(منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۲-۱۷۳)

فارسی منظوم کلام

طالب راہِ خدا را مُژدہ باد! کش خدا بنمود ایں وقتِ مُراد

راہِ خدا کے طالب کو خوش خبری ہو کہ اُسے خدا نے کامیابی کا زمانہ دکھایا

ہر کہ را یارے نہاں شُد از نظر از خبر دارے ہمیں پُرسد خبر

جس کسی کا دوست اُس کی نظر سے غائب ہو جاتا ہے تو وہ کسی واقف سے اُس کی خبر پوچھتا ہے

مے دَوَد ہر سُو ہمے دیوانہ وار تا مگر آید نظر آں رُوئے یار

وہ ہر طرف دیوانہ وار دوڑتا ہے تا کہ شاید یار کا چہرہ کہیں نظر آ جائے

عاشقاں را صبر و آرامے کُجا توبہ از رُوئے دلآرامے کُجا

عاشقوں کے لئے صبر اور آرام کہاں! اور معشوق کے چہرے سے رُوگردانی کس لئے؟

ہر کہ را عشقِ رُخِ یارے بوَد روز وشب با آں رُخش کارے بوَد

جسے دوست کے منہ سے محبت ہوتی ہے اُسے تو دن رات اس کے چہرہ کا ہی خیال رہتا ہے

یک زمانے زندگی بے رُوئے یار مے کُند بر وَے پریشاں روزگار

یار کے بغیر اُس کی زندگی کا ایک لحہ بھی اُس پر زندگانی کو تلخ کر دیتا ہے۔

باز چوں بیند جمال و رُوئے اُو! مے دَوَد چوں بے حواسے سُوئے اُو

اگر ایسا صدق کسی دل میں ہو تو پھول ہی خود بلبل کی طرح اپنی جگہ تلاش کر لیتا ہے۔ (یعنی معشوق خود عاشق بن جاتا ہے)

گر تُو اُفتی با دو صد درد و نفیر کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر

اگر تو دو سو چیخوں اور آہوں کے ساتھ گر پڑے تو پھر ضرور کوئی مدد کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲)

حضرت اقدس مسیح موعود سلسلہ احمدیہ کی قیمتی نصائح

''اشتہار بغرض تبلیغ و انذار''

''چونکہ قرآن شریف واحادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر وثابت ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کنبہ کی عورتوں وغیرہ کی نسبت جن پر کسی قدر اختیار رکھتا ہے سوال کیا جائے گا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت میں اس نے ان کو سمجھایا اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہیں، اس لئے میں نے قیامت کی باز پرس سے ڈر کر مناسب سمجھا کہ ان مستورات و دیگر متعلقین کو جو ہمارے رشتہ دار و اقارب و واسطہ دار ہیں، ان کی بے راہیوں، بدعتوں پر بذریعہ خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے، گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور ان بُری رسموں اور خلاف شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہئے۔ ہر چند سمجھایا گیا، کچھ سُنتے نہیں ہر چند ڈرایا گیا، کچھ ڈرتے نہیں۔ اب چونکہ موت کا کچھ اعتبار نہیں اور خداتعالیٰ کے عذاب سے بڑھ کر اور کوئی عذاب نہیں۔ اس لئے ہم نے ان لوگوں کو بُرا ماننے اور بُرا کہنے اور ستانے اور دُکھ دینے سے بالکل لاپرواہ ہو کر محض ہمدردی کی راہ سے حقِ نصیحت پورا کرنے کے لئے .... سمجھایا............ سو آج ہم...... باآواز بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھی راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے، یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین............ کی راہ اختیار کی جائے۔ اور جو کچھ اللہ جلّشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے۔ اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھریں نہ دائیں۔ اور ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں۔ لیکن ہمارے گھروں میں جو بد رسمیں پڑ گئی ہیں اگرچہ وہ بہت ہیں۔ مگر چند موٹی موٹی رسمیں بیان کی جاتی ہیں تا نیک بخت عورتیں خداتعالیٰ سے ڈر کر ان کو چھوڑ دیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخیں مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات منہ پر لانا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمیں ہندوؤں سے لی گئی ہیں۔............ اپنے دین کو بُھلا دیا اور ہندوؤں کی رسمیں پکڑ لیں کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت میں............ قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ صرف اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہیں۔ یعنی ہم خدا کا مال اور مِلک ہیں۔ اسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے اور اگر رونا ہو تو صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ شیطان سے ہے۔

(۲) دوم برابر ایک سال تک سوگ رکھنا۔ اور نئی نئی عورتوں کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنوں میں سیاپا کرنا اور

باہم عورتوں کا سر ٹکرا کر چلا کر رونا اور کچھ کچھ منہ سے بھی بکواس کرنا۔ اور پھر برابر ایک برس تک بعض چیزوں کا پکانا چھوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گھر میں یا ہماری برادری میں ماتم ہوگیا ہے۔ یہ سب ناپاک رسمیں اور گناہ کی باتیں ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۳) اس رسوم سیاپا کرنے کے دنوں میں بے جا خرچ بھی بہت ہوتے ہیں۔ حرام خور عورتیں، شیطان کی بہنیں جو دُور دُور سے سیاپا کرنے کے لئے آتی ہیں اور مکر اور فریب سے منہ کو ڈھانپ کر اور بھینسوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر چیخیں مار کر روتی ہیں ان کو اچھے اچھے کھانے کھلائے جاتے ہیں اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتانے کے لئے صد ہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس غرض سے کہ تا لوگ واہ واہ کریں کہ فلاں شخص نے مرنے پر اچھی کرتوت دکھلائی، اچھا نام پیدا کیا۔ سو یہ سب شیطانی طریق ہیں جن سے توبہ کرنا لازم ہے۔

(۴) اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو۔ دوسرا خاوند کرنا ایسا بُرا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بھارا گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاک دامن بیوی ہوگئی ہوں۔ حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ عورتوں کے لئے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے۔ ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں بُرے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتوں کے لعن طعن سے نہ ڈرے۔ ایسی عورتیں جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہیں۔ خود لعنتی اور شیطان کی چیلیاں ہیں جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے۔ جس عورت کو اللہ اور رسول پیارا ہے۔ اس کو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا، بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صد ہا درجہ بہتر ہے۔

(۵) یہ بھی عورتوں میں خراب عادت ہے کہ وہ بات بات میں مَردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پُشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سُن کر

پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چرائیں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع اور بداطوار عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں۔ مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کرلیں۔ پھر جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں۔ کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اُسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لئے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل...... اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔......سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

(۸) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ سراسر تکبّر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔

(۹) ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور

بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھاتا یہ دونوں باتیں عندالشرح حرام ہیں اور آتشبازی چلوانا اور کنجروں اور ڈوموں میں روپیہ دینا یہ سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے۔ گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔

(۱۰) ہمارے گھروں میں شریعت کی پابندی کی بہت سُستی ہے۔ بعض عورتیں (تزکیہ اموال) کے لائق اور بہت سا زیور اُن کے پاس ہے۔ وہ.........نہیں دیتیں۔ بعض عورتیں نماز روزہ کے ادا کرنے میں بہت کوتاہی رکھتی ہیں۔ بعض عورتیں شرک کی رسمیں بجالاتی ہیں جیسے چیچک کی پُوجا، بعض فرضی بیماریوں کی پُوجا کرتی ہیں۔ بعض ایسی نیازیں دیتی ہیں جن میں یہ شرط لگا دیتی ہیں کہ عورتیں کھاویں کوئی مرد نہ کھاوے یا کوئی حقہ نوش نہ کھاوے بعض جمعرات کی چوکی بھرتی ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سب شیطانی طریق ہیں۔ ہم صرف خالص اللہ کے لئے ان لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ آؤ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ ورنہ مرنے کے بعد ذلت اور رسوائی سے سخت عذاب میں پڑو گے اور اس غضب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے جس کا انتہا نہیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ　　　　　　　　خاکسار۔ مرزا غلام احمد قادیانی

(اخبار الحکم جلد ۶ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۲)

تقویٰ کی راہیں

ایک ناقابل فراموش واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے اندر جو پاک تبدیلی پیدا کی اور تقویٰ کی راہیں بتائیں اس بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب (ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب) کا ایک ایمان افروز واقعہ قابل تقلید ہے۔

''ربوہ کی کچی آبادی کے دور میں ربوہ کا ڈاکخانہ اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر قریب قریب واقع تھے۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب میرے والد محترم حاجی برکت اللہ مرحوم (پوسٹ آفس ربوہ کے پہلے پوسٹ ماسٹر برادر اصغر حضرت مولانا عبدالرحیم درد............) سے محبت، اخوت اور مُشفقانہ سلوک کرتے اور کبھی کبھی فارغ اوقات میں ڈاکخانہ میں میرے والد صاحب کے پاس آجاتے اور مجھے ان کی خدمت کی توفیق مل جاتی۔ میرے ساتھ ہمیشہ محبت و احسان کا سلوک کرتے۔ ایک دن مجھے بلایا اور کہا مطیع ''ریلوے اسٹیشن جاؤ اور ربوہ سے چنیوٹ کا ٹکٹ خرید لاؤ'' ٹکٹ خریدنے کی رقم دی میں گیا اور ٹکٹ لے آیا اور پیش کیا آپ نے فرمایا ''اس کو پھاڑ کر پھینک دو'' میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے حیرانگی سے پوچھا کہ ایسا کیوں؟ کہنے لگے کہ میں چنیوٹ سے ربوہ تک مجبوراً بغیر ٹکٹ کے آ گیا تھا اس لئے۔ یہ ایک ایمانداری اور سچائی جو حضرت مسیح موعود کے رفقاء کا خاصہ تھی میرے دل پر ہمیشہ کیلئے منقش ہوگئی۔ جب بھی حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کا نام سُنتا ہوں یا ان کی یاد آتی ہے تو یہ واقعہ یاد آتا ہے اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں (مرسلہ: مکرم مطیع اللہ درد صاحب۔ برمنگھم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو استقلال

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح الثانی .... کی کتاب سیرت النبیؐ سے ماخوذ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک اہم پہلو استقلال کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ جسے ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

''...........یوں تو اگر غور کیا جائے تو جو کچھ میں اب تک لکھ چکا ہوں اس کا ہر ایک باب بلکہ ہر ایک ہیڈنگ آنحضرت ﷺ کے استقلال کا شاہد ہے اور کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ مگر سیرت کی تکمیل چاہتی ہے کہ اس کے لئے الگ ہیڈنگ بھی ضرور قائم کیا جاوے۔

آنحضرت ﷺ کی زندگی پر اگر ہم اجماعی نظر ڈالیں تو ہمیں رسول کریم ﷺ استقلال کی ایک مجسم تصویر نظر آتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ استقلال کو بھی اس نمونہ استقلال پر فخر ہے۔ جو رسول کریم ﷺ نے دکھایا تھا۔

اس حالت کو دیکھو جس میں آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور پھر اس استقلال کو دیکھو جس سے اس کام کو نباہتے ہیں۔ آپ کی حالت نہ تو ایسی امیرانہ تھی کہ دنیا کی بالکل احتیاج ہی نہ تھی۔ اور گویا آپ دنیا کی فکروں سے ایسے آزاد تھے کہ اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ ہی آپ ایسے فقیر اور محتاج تھے کہ آرام و آسائش کی زندگی کبھی بسر ہی نہ کی تھی اس لئے دنیا کا چھوڑنا آپ پر کچھ شاق نہ تھا مگر پھر بھی اس اوسط حالت کے باوجود جس میں آپ تھے اور جو عام طور پر بنی نوع انسان کو دنیا میں مشغول رکھتی ہے اور باوجود بیوی بچوں کی موجودگی اور ان کی فکر کے جب آپ غار حراء میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے تو آپ کے پائے ثبات کو مشرکین کی ہنسی اور ٹھٹھے نے ذرا بھی متزلزل نہ کیا۔ اور آخر اس وقت اس غار کو چھوڑا جب آسمان سے حکم آیا کہ بس اب خلوت کا زمانہ ختم ہوا اور کام کا زمانہ آ گیا جا اور ہماری مخلوق کو راہ راست پر لا۔ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ (المدثر: ۲۔۶) اس حکم کا نازل ہونا تھا کہ وہ شخص جو باوجود ہزاروں احتیاجوں اور سینکڑوں شغلوں کے اپنے بیوی بچوں کو خدا کے سپرد کر کے وحدہٗ لاشریک خدا کی پرستش میں مشغول تھا اور دنیا و مافیہا سے بے تعلق تھا۔ شہر سے دور راہ سے علیحدہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر پھر دوسری طرف چند گز نیچے اُتر کر ایک پتھر کے نیچے بیٹھ کر، تا دنیا اس کی عبادت میں مخل نہ ہو۔ عبادت الٰہی کیا کرتا تھا اور انسانوں سے ایسا متنفر تھا گویا وہ سانپ ہیں یا اژدہا۔ دنیا کے سامنے آتا ہے اور یا تو وہ دنیا سے بھاگتا تھا یا اب دنیا اس سے بھاگ رہی ہے اور اس کے نزدیک کوئی نہیں جاتا مگر وہ ہے کہ ہر ایک گھر میں گھستا ہے ہر ایک شخص کو پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ کعبہ کے میدان میں کھڑا رہتا ہے تا کہ کوئی شخص طواف کرنے کے لئے گھر سے نکلے تو اس سے ہی کچھ بات کر سکوں۔ قافلے آتے

ہیں تو لوگ تو اس لئے دوڑے جاتے ہیں کہ جا کر کچھ غلہ خرید لائیں یا جو اسباب تجارت وہ لائے اسے اپنی ضرورت کے مطابق خرید لیں۔ لیکن یہ شخص کسی تجارت کی غرض سے نہیں بلکہ ایک حق اور صداقت کی خبر دینے کے لئے ان سے بھی آگے آگے دوڑا جاتا ہے۔ اور اس کا پیغام کیا ہے جو ہر ایک انسان کو پہنچانا چاہتا ہے۔ وہ پیغام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہے جس سے عرب ایسی وحشت کھاتے تھے کہ اگر کان میں یہ آواز پڑ جاتی تو کان میں انگلیاں دے لیتے تھے اور جس کے منہ سے یہ الفاظ سنتے اس پر دیوانہ وار لپک پڑتے اور چاہتے کہ اسے ایسی سزا دیں کہ جس سے بڑھ کر اور سزا نا ممکن ہو۔ مگر باوجود عربوں کی اس مخالفت کے وہ تنہائی پسند انسان، غار حراء میں دن گزارنے والا انسان، جب موقعہ پاتا یہ پیغام ان کو سناتا۔ اور کسی مجلس یا کسی جماعت کا خوف یا رعب اسے اس پیغام کے پہنچانے میں روک نہ ہو سکتا۔ یہ کام اس نے ایک دن نہیں دو دن نہیں مہینہ نہیں دو مہینہ نہیں اپنی وفات کے دن تک کیا اور باوجود سب دنیا کی مخالفت کے اپنے کام سے باز نہ آیا۔ نہ عرب کے مشرک اس کو باز رکھ سکے نہ شام کے مسیحی اس کے جوش کو کم کر سکے نہ ایران کے مجوسی اس کو سست کر سکے اور نہ مدینہ اور خیبر کے یہود اس کی راہ میں روک بن سکے۔ ہر ایک دشمنی، ہر ایک عداوت، ہر ایک مخالفت، ہر ایک تکلیف کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور ایک منٹ کے لئے بھی اس نے اپنی آواز نیچی نہ کی۔ حتّٰی کہ وفات کے وقت بھی یہی نصیحت کرتا گیا کہ دیکھنا خدا تعالیٰ کا شریک کسی کو نہ بنانا اور وہ وحدہ لاشریک ہے کوئی چیز اس کے برابر نہیں حتّٰی کہ سب انسانوں سے افضل محمد ﷺ بھی اس کا ایک بندہ اور رسول ہے۔ اس کی قبر کو بھی دوسری قوموں کے دستور کے مطابق (سجدہ گاہ۔ ناقل) نہ بنا لینا۔

کیا اس استقلال کا نمونہ دنیا میں کسی اور انسان نے بھی دکھایا ہے؟ کیا ایسے مخالفانہ حالات کے مقابلہ پر ایسا فولادی عزم کسی نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لوگ ذرا ذرا سا کام کر کے تھک جاتے ہیں اور تھوڑی سی تکلیف دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں بلکہ بغیر تکلیف کے بھی کسی کام پر اس قدر عرصہ تک متواتر توجہ نہیں کر سکتے جس کا نمونہ آنحضرت ﷺ نے دکھایا اور جس نمونہ کو دیکھ کر نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جس کام کو اپنے ذمہ لیا تھا اس کی خوبی اور بہتری پر دل سے یقین رکھتے تھے۔ کیونکہ اس قدر لمبے عرصہ تک باوجود اس قدر تکالیف کے کوئی انسان ایک ایسے امر پر جسے وہ جھوٹا خیال کرتا ہو قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ یہ بھی کھل جاتا ہے کہ وہ کونسی طاقت تھی جس سے کام لے کر آپ نے ایسی جماعت پیدا کر دی تھی۔ جس نے باوجود قلت تعداد کے سب دنیا کو فتح کر لیا تھا وہ آپ کا استقلال اور آپ کا عمل ہی تھا۔ جس نے ان مٹھی بھر آدمیوں کو جو آپ کی صحبت میں رہنے والے تھے کل دنیا کی اصلاح کے کام کے اختیار کرنے کی جرأت دلائی اور صرف جرأت ہی نہیں دلائی بلکہ آخر دم تک ایسا آمادہ کئے رکھا کہ انہوں نے دنیا کی اصلاح کا کام کر کے بھی دکھا دیا۔............

ہم نے مختصراً آنحضرت ﷺ کی زندگی سے ثابت کیا تھا کہ آپ میں استقلال کا مادہ ایسے درجہ تک پایا جاتا تھا کہ اس کی نظیر دنیا میں ملنی مشکل ہے۔ اب ہم اسی مضمون کو ایک اور پیرایہ میں بیان کر کے آپ کے استقلال کے ایک اور پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

جن لوگوں نے انسان کے اخلاق کا وسیع مطالعہ کیا ہے اور اس کی مختلف شاخوں پر نظرِ امعان ڈالی ہے، وہ جانتے ہیں کہ عوام میں جو اخلاق مشہور ہیں ان سے بہت زیادہ اخلاق انسان میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن قلت تدبر یا اخلاق کی کثرت کی وجہ سے یا تو سب اخلاق ابتداء میں معلوم نہیں ہو سکے یا یہ کہ ان میں سے ایک قسم کے اخلاق کا نام ایک ہی رکھ دیا گیا ہے اور اخلاق کی چند انواع مقرر کے ان کے نام رکھ دیئے گئے ہیں اور آگے ان کی شناخت اسماء کی بجائے تعریف ہی کافی سمجھ لی گئی ہے۔

استقلال جو ایک نہایت مفید اور دوسرے اخلاق کو چمکا دینے والا خلق ہے، اس کی بھی کئی اقسام ہیں جن کا نام لغت میں موجود نہیں۔ بلکہ سب اقسام کو استقلال کے نام سے ہی یاد کیا جاتا ہے لیکن انسانی اخلاق کا وسیع مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ اس خلق کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

جن میں سے دو بڑی قسمیں یہ ہیں کہ ایک استقلال وہ ہوتا ہے جس کا ظہور بڑے کاموں میں ہوتا ہے اور دوسرا وہ جس کا ظہور چھوٹے کاموں میں ہوتا ہے چنانچہ انسانوں میں دو قسم کے انسان پائے جاتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ اہم اور وسیع الاثر معاملات میں جب وہ لگ جاتے ہیں تو گو ان کے راستہ میں خطرناک سے خطرناک مصائب پیش آئیں وہ اپنے کام سے دست برداری نہیں کرتے اور کل دنیا کی مخالفت کے باوجود اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ لیکن انہی لوگوں میں بعض ایسے پائے جاتے ہیں کہ روزمرہ کے کاموں میں جو نسبتاً کم اہمیت رکھتے ہوں یا ان کا دائرہ اثر ایسا وسیع نہ ہو جیسا کہ اوّل الذکر کا وہ استقلال نہیں دکھا سکتے۔ بلکہ چند دن سے زیادہ ان کے ارادہ اور ان کے عمل کو ثبات حاصل نہیں ہوتا۔

اس جماعت کے خلاف ایک ایسی بھی جماعت ہے جو چھوٹے اور محدود الاثر معاملات میں تو خوب استقلال سے کام کر لیتے ہیں لیکن جب کسی مہتم بالشان کام پر ان کو لگایا جاوے تو ان کا استقلال جاتا رہتا ہے اور وہ ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور مفوضہ کام کو پورا کرنے کے اہل ثابت نہیں ہوتے۔

پس ان دونوں گروہوں کو ہم گو صاحب استقلال تو کہیں گے لیکن ہمیں یہ بھی ساتھ ہی اقرار کرنا پڑے گا کہ اگر ایک استقلال کی ایک قسم سے محروم ہے تو دوسرا دوسری سے اور حقیقی طور پر صفت استقلال سے متصف انسان وہی ہوگا جو دونوں صورتوں میں اپنے استقلال کو ہاتھ سے نہ دے اور خواہ امور مہمہ ہوں یا امور محدود الاثر اس کا استقلال اپنا اثر ظاہر کئے بغیر نہ رہے۔

جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ استقلال کی ہر قسم میں کامل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات کہ ان امور میں جنہیں آپ نے اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیا تھا۔ آپ کیسے مستقل مزاج ثابت ہوئے ہیں۔ پہلے لکھ کر آیا ہوں۔ اس جگہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شرک کی بیخ کنی اور حق کے پھیلانے میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقلال کا اظہار نہیں کیا، بلکہ آپ کے تمام کاموں سے آپ کی کبھی نہ تھکنے والی طبیعت کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ آپ کی اس عادت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرماتی ہیں۔

وَكَانَ يَقُولُ: خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَادُوْوِمَ عَلَیْہِ وَاِنْ قَلَّتْ وَکَانَ اِذَا صَلّٰی صَلٰوۃً دَاوَمَ عَلَیْھَا (کتاب الصوم باب صوم شعبان)

ترجمہ۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ عمل کیا کرو جس کے ادا کرنے کی تم میں طاقت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں ملول ہوتا یہاں تک کہ تم ملول نہ ہو جاؤ۔ (یعنی جس قدر بھی دعا اور عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں رکتا۔ ہاں تم خود ہی تھک کر رہ جاؤ تو رہ جاؤ۔ اس لئے اس قدر عمل مت کرو کہ آخر طبیعت میں نفرت پیدا ہو جائے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے گنہگار بنو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازوں میں سب سے پیاری وہ نماز ہوتی تھی جس پر دوام اختیار کیا جائے۔ خواہ تھوڑی ہی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی وقت نماز پڑھتے تھے تو پھر اس وقت کو جانے نہ دیتے تھے۔ ہمیشہ اس وقت نماز پڑھتے رہتے۔

حضرت عائشہؓ کی اس گواہی سے نہایت بیّن اور واضح طور سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال ہر رنگ میں کامل تھا اور خواہ بڑے کام ہوں یا چھوٹے آپ استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ چنانچہ اس شہادت سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ صحابہ کو استقلال کا سبق پڑھانا اور ہمیشہ انہیں استقلال کی تعلیم دیتے رہنا کیونکہ طاقت سے بڑھ کر کام کرنے کا نتیجہ ہمیشہ بے استقلالی ہوتا ہے اور آپ کا اس بات سے صحابہ کو روکنا درحقیقت انہیں استقلال کی تعلیم دینا تھا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے جس میں کوئی نبی آپ کا شریک نہیں کہ آپ قرآن کریم کے طریق کے مطابق جب کبھی کسی نیکی کا حکم کرتے یا بدی سے روکتے تو ہمیشہ اس نیکی کے حصول کی آسان راہ ساتھ بتاتے یا اس بدی کا اصل باعث ظاہر کرتے تا کہ اس سے اجتناب کر کے انسان اس بدی سے بچ جائے اور اسی اصل کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استقلال کی تعلیم بھی صحابہ کو دی۔ یعنی انہیں منع فرما دیا کہ جس کام کو آخر تک نباہنا مشکل ہو اس پر اپنی خوشی سے ہاتھ مت ڈالو کہ اس طرح رفتہ رفتہ بے استقلالی کی عادت تم میں پیدا نہ ہو جائے۔

۲۔ اس شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ خود بھی اس تعلیم پر عمل پیرا تھے اور اسی عبادت کو پسند فرماتے جس پر دوام ہو سکتا ہو۔ خواہ وہ تھوڑی ہی ہو۔ اور اس طرح اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیتے کہ آپ کسی کام میں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

۳۔ تیسرے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نہ صرف عام کاموں میں بلکہ عبادت میں بھی آپ استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور یہ ایک خاص بات ہے کیونکہ استقلال یا بے استقلالی کا اظہار عام کاموں میں ہوتا ہے اگر کوئی شخص ایک دن خاص اثر اور جوش کے ماتحت خاص طور پر عبادت کرے اور دوسرے دن نہ کرے تو اس کا ایسا کرنا بے استقلالی نہیں کہلا سکتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت میں ایسے کامل تھے کہ آپ عبادت میں بھی یہ پسند نہ فرماتے کہ ایک دن ایک عبادت کر کے دوسرے دن چھوڑ دیں بلکہ جب ایک عبادت ایک دن کرتے تو دوسرے دن پھر کرتے تا کہ اس کے ترک سے طبیعت میں بے استقلالی نہ پیدا ہو اور یہ بات آپ کے استقلال پر خاص روشنی ڈالتی ہے''۔ (صفحہ ۱۵۷ تا ۱۶۲)

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان

اطاعت و جاں نثاری، قربانی اور محبت و اخوت کی حامل جماعت

مرتبہ: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب

دورِ اولین میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو اطاعت و جاں نثاری دکھائی اور جس باہمی محبت و اخوت کی شاندار مثال قائم کی اس کی نظیر مذہبی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ یہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنِ تھے جن کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے چند فرمودات ہدیہ قارئین ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

○

''کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے۔ جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔'' (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۰)

○

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی یگانگت پیدا کر لی تھی۔ کہ اسلامی اخوت کی رُو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہوگئی تھی۔ اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے۔ کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔''

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۱-۲۲)

○

''پس اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہر اور طیّب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں۔ اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہے۔''

(نجم الھدیٰ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۷)

○

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کر کے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک

کفار کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا۔ اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں۔ اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصول کے پابند رہے۔ اور جیسا کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ دکھ اٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا۔ وہ پیروں کے نیچے کچلے گئے انہوں نے دم نہ مارا۔ ان کے بچے ان کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ آگ اور پانی کے ذریعے سے عذاب دیئے گئے۔ مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں......''

''ہمارے سید و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جاں نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے۔ جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی۔ ایسا ہوا کہ تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خوں ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا۔ اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی۔ بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے اور گو ہم تمام دنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں تب بھی ہم کسی امت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۰)

''سبحان اللہ! وہ لوگ کیسے راستباز اور نبیوں کی روح اپنے اندر رکھتے تھے۔ کہ جب خدا نے مکہ میں ان کو یہ حکم دیا کہ بدی کا مقابلہ مت کرو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ۔ پس وہ اس حکم کو پا کر شیر خوار بچوں کی طرح عاجز اور کمزور بن گئے۔ گویا نہ ان کے ہاتھوں میں زور ہے اور نہ ان کے بازوؤں میں طاقت۔ بعض ان میں سے اس طور سے بھی قتل کئے گئے کہ دو اونٹوں کو ایک جگہ کھڑا کر کے ان کی ٹانگیں مضبوط طور پر ان اونٹوں سے باندھ دی گئیں۔ اور پھر اونٹوں کو مخالف سمت میں دوڑایا گیا۔ پس وہ اک دم میں ایسے چر گئے جیسے گاجر یا مولی چیری جاتی ہے۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۲)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں میں وہ جوش الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر ان کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹائے کیا کوئی پہلی امت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں نے بھی صدق و صفا دکھلایا......

......ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ روح ان میں پھونک دی

اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے ان میں اس قدر تبدیلی کر دی یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت ان کی تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو ان میں ظہور میں نہیں آئی تھی اور اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا ان کے اندر سکونت پذیر ہو گیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی۔ جو ان لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ روحانی خزائن جلد ۲۲)

O

''اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہ کرامؓ کی جماعت کو دیکھو۔ جنہوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رضی اللہ عنہم کا تمغہ ان کو مل گیا'' (ملفوظات جدید ایڈیشن جلد اول صفحہ ۱۴۲)

O

''صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور ان کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان ہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے۔''

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد اول صفحہ ۴۰۹-۴۱۰)

O

''میں صحابہؓ کی حالت کو نظیر کے طور پر پیش کر کے کہتا ہوں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر اپنی عملی حالت میں دکھایا کہ وہ خدا جو غیب الغیب ہستی ہے اور جو باطل پرست مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ اور نہاں ہے انہوں نے اپنی آنکھ سے ہاں آنکھ سے دیکھ لیا ہے ورنہ بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا بات تھی جس نے ان کو ذرا بھی پروا نہیں ہونے دی کہ قوم چھوڑی، ملک چھوڑا، جائیدادیں چھوڑیں احباب اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا۔ وہ صرف خدا ہی پر بھروسہ تھا اور ایک خدا پر بھروسہ کر کے انہوں نے وہ کر کے دکھایا کہ اگر تاریخ کی ورق گردانی کریں تو انسان حیرت اور تعجب سے بھر جاتا ہے۔'' (ملفوظات جدید ایڈیشن جلد اول صفحہ ۴۰۷-۴۰۸)

O

'' یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے کامل اور سب سے بڑھ کر ہونے کا ایک اور ثبوت ہے۔ کہ آپ کے تربیت یافتہ گروہ میں وہ استقلال اور رسوخ تھا کہ وہ آپ کے لئے اپنی جان مال تک دینے سے دریغ نہ کرنے والے میدان میں ثابت ہوئے ......غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیمیت کا اثر تھا کہ صحابہؓ میں ثبات قدم اور استقلال تھا۔ پھر مالک یوم الدین کا عملی ظہور صحابہؓ کی زندگی میں یہ ہوا کہ خدا نے ان میں اور ان کے غیروں میں فرقان رکھ دیا۔ جو معرفت اور خدا کی محبت دنیا میں ان کو دی گئی یہ ان کی دنیا میں جزا تھی اب قصہ کوتاہ کرتا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان صفات اربعہ کی تجلی چمکی۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۳۰-۴۳۱)

O

'' یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہؓ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ گویا صحابہؓ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے۔''

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد اول صفحہ ۳۵۱)

O

'' ہمارے ہادی اکملؐ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لئے کیا کیا جاں نثاریاں کیں، جلا وطن ہوئے، ظلم اٹھائے، طرح طرح کے مصائب برداشت کئے، جانیں دیں لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے۔ پس وہ کیا بات تھی جس نے انہیں ایسا جاں نثار بنا دیا۔ وہ سچی الٰہی محبت کا جوش تھا۔ جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی......صحابہؓ تو وہ تھے جنہوں نے اپنا مال، اپنا وطن راہ حق میں دے دیا اور سب کچھ چھوڑ دیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معاملہ اکثر سنا ہوگا ایک دفعہ جب راہ خدا میں مال دینے کا حکم ہوا تو گھر کا کل اثاثہ لے آئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے تو فرمایا کہ خدا اور رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ رئیس مکہ ہو اور کمبل پوش، غرباء کا لباس پہنے یہ سمجھ لو کہ وہ لوگ تو خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کے لئے تو یہی لکھا ہے کہ سیفوں (تلواروں) کے نیچے بہشت ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۷)

پس یہی وہ قابل رشک پاکیزہ وجود ہیں جن کے نمونہ پر چل کر دینِ حق کی نشاۃ ثانیہ مقدر ہے۔

جلسہ سالانہ کی وسعت پذیری

ہمارا جلسہ سالانہ اگرچہ چھن گیا ہم سے
مگر اُس کے مقابل پر ملے ہیں سینکڑوں جلسے
وہی جلسہ ہوا ہے اب محیطِ کُل جہاں گویا
ہماری داستاں ہے ایک زندہ داستاں گویا
ذرا آئینۂ ایّام میں تک سینکڑوں جلسے!
علاقہ ہائے خاص و عام میں تک سینکڑوں جلسے!
اُدھر ہالینڈ میں جلسہ، اِدھر انگلینڈ میں جلسہ
جو کانگو میں ہوا برپا تو ناگالینڈ میں جلسہ
اُسی کی بازگشت آتی ہے دنیا کے کناروں سے
زمیں کے چپے چپے سے، فلک کے چاند تاروں سے
صدا مہدی کی گونجی گنبدِ اَفلاک کے اندر
دِلوں کی وسعتوں میں، خانۂ اِدراک کے اندر
حسینی ہو اگر جذبہ تو دشت کربلا کیا ہے!
''بَـلٰی'' جن کی صدا ہو اُن کے آگے پھر بلا کیا ہے!
خدا والوں کا سَر باطل کے آگے جھک نہیں سکتا
کہ چل کر کاروانِ حق کبھی پھر رُک نہیں سکتا
اثر بادِ خزاں کرتی نہیں میرے گلستاں پر
تسلّط کیا ہو ظلمت کا بھلا مہرِ درخشاں پر

عبدالسلام اِسلام

حروف مقطعات کے بارہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ...... کا وہبی علم

مرتبہ: مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر صاحب اٹک

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ...... نے اپنے ایک رؤیا میں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''کشمیر میں ایک مولوی عبدالقدوس صاحب رہتے تھے۔ وہ بڑے بزرگ آدمی تھے اور میرے پیر بھائی بھی تھے کیونکہ وہ شاہ جی عبدالغنی صاحب کے مرید تھے اور میں بھی شاہ صاحب کا مرید تھا۔ ان کو مجھ سے خاص محبت تھی اور باوجود خوف پیری کے میرے مکان پر ترمذی کا سبق پڑھنے آتے تھے۔ میں نے ایک رؤیا دیکھا کہ ان کی گود میں کئی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں نے ایک جھپٹا مارا اور سب بچے اپنی گود میں لے کر وہاں سے چل دیا۔ رستہ میں مَیں نے ان بچوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا نام کھٰیٰعص ہے۔ میں اس رؤیا کو بہت ہی تعجب سے دیکھتا تھا۔ جب میں مرزا صاحب کا مرید ہوا تو میں نے ان سے اس خواب کا ذکر کیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ کو اس کا علم دیا جائے گا اور وہ لڑکے فرشتے تھے''۔

دھرم پال نے جب ''ترکِ اسلام'' کتاب لکھی تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ ''اگر کوئی شخص قرآن شریف کی کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکر قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے''۔

جب دھرم پال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی۔ حروف مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان میں نے صرف اتنا ہی خیال کیا کہ مولا! یہ منکرِ قرآن تو ہے۔ تو میرے سامنے نہیں۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے۔ اسی وقت یعنی دو سجدوں کے درمیان قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا جس کا ایک شمہ میں نے رسالہ نورالدین میں مقطعات کے جواب میں لکھا ہے اور اس کو لکھ کر میں خود بھی حیران ہو گیا''۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین مرتبہ اکبر شاہ خان نجیب آبادی نظارت اشاعت ربوہ پاکستان صفحہ ۱۷۲۔۱۷۳)

حروف مقطّعات کی تشریحات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل......کو زندگی بھر قرآن مجید کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ نے بڑی کثرت سے قرآن کریم کے درس دیئے اور قرآن کریم کے علوم و معارف کو اپنی تقریروں تحریروں اور خطبات میں خوب کھولا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت میں حقائق الفرقان کے عنوان سے آپ کی بیان فرمودہ تفسیر کو سورتوں کی ترتیب سے یکجا کر کے شائع کیا گیا گو یہ پورے قرآن کی تفسیر نہیں ہے لیکن اکثر آیات کے حقیقی مطالب اور بعض کی تشریحات و تفسیر پر مشتمل ہے۔ جن سورتوں کے شروع میں حروف مقطّعات آتے ہیں اُن کے مطالب بطور نمونہ ذیل میں پیش ہیں۔

سورۃ البقرہ: الٓمٓ: فرمایا: مقطعات کی نسبت اس زمانہ میں اعتراض ممکن تھا کیونکہ آزادی حد سے بڑھی ہوئی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے تمام متمدن قوموں (جو انتظامِ مدائن کو خوب کرسکیں) میں اس کا رواج دے کر انہیں ملزم کر دیا۔ یورپ، امریکہ کے لوگوں کے لئے تو یہ مسئلہ صاف ہے کیونکہ وہ اپنی قلموں، دواتوں، پنسلوں اور چھڑیوں اور سلے ہوئے کپڑوں کو مقطعات کے نام سے وابستہ کرتے ہیں۔ ایف۔ اے بی۔ اے ایم۔ اے کو تو سب لوگ جانتے ہیں۔ ریلوں کے این ڈبلیو آر (N.W.R) کو بھی اکثر سمجھتے ہوں گے اور بعض خطابات اور قومی دکانوں کے مقطعات تو ذرا غور سے معلوم ہوتے ہیں مگر مخفی نہیں............الٓمّٓ۔ اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ حضرت علی، ابن عباس، ابن مسعود، اُبّی بن کعب رضی اللہ عنہم ہر چار نے بالاتفاق یہی معنی کئے ہیں............تو یہاں پر علت مادی ذَالِکَ الْکِتٰبُ ہے یعنی جو کہ اللہ کے علم میں ہے اور علتِ صوری لا ریب فیہ ہے اور علت غائی ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ہے۔ اب باقی رہی علّت فاعلی تو یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ اس کا بیان الم میں ہے پس ثابت ہوا کہ الف لام۔ میم اشارہ ہے اللہ۔ لطیف معلم اور مُرسل اور منزل کتاب کی طرف یا اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ کی طرف یعنی میں اللہ ہوں بہت جاننے والا اللہ۔ پس اس دلیل عقلی سے بھی یہی ثابت ہے کہ اِن حروف سے مراد اسماءِ الٰہی ہیں یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہئے کہ یہ اللہ علیم کے ان پروانوں پر اپنے دستخط ہیں۔ (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ۲۳ تا ۳۱)

سورۃ ال عمران آیت: ۲: الم ”یہ سورۃ بھی الم سے شروع ہوتی ہے ایک اور سورۃ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا (عنکبوت:۳) میں بھی الم سے شروع ہوتی ہے اور یہ سب مضامین ہیں، مقاصد میں متحد ہیں۔ (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ ۴۴۴)

سورۃ الاعراف: المص: اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ صَادِقُ الْقَوْلِ۔ صادق الوعد۔ ص کے معنی اَفْصِلُ. اُصَوِّرُ اس سورۃ میں نظائر کے ذریعہ دلائل نبوت دیئے۔ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۱۹۶)

سورۃ یونس: الٓرٰ: اَنَا اللّٰہُ اَرٰی (میں اللہ ہوں میں دیکھتا ہوں۔ ناقل) کیا دیکھتا ہوں؟ اَرٰی اَعْمَالَکُمْ یعنی جو کچھ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک کر رہے ہو اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے تعلقات ہیں وہ سب

میں دیکھ رہا ہوں۔ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۲۲)

سورۃ ھود: الٓمّٓرٰ: اَنَا اللّٰہُ اَرٰی ۔اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ بتوں کے حامی جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے رہتے ہیں وہ میں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں ان کی شرارتوں کا علم ہے اس کے مطابق باز پُرس ہوگی۔

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۵۳)

سورۃ یوسف : الٓمّٓرٰ: اَنَا اللّٰہُ اَرٰی میں اللہ دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرتے ہو۔ جس طرح تم اس رسول کے ساتھ برتاؤ کرتے ہو۔ اس طرح یوسف کے ساتھ اس کے بھائیوں نے کیا تھا۔ تمہارا بھی اس رسول کے سامنے وہی حال ہوگا جو یوسف کے سامنے یوسف کے بھائیوں کا ہوا تھا۔ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۸۵)

سورۃ الرعد: الٓمّٓرٰ: اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ و اَرٰی۔ (میں اللہ ہوں سب سے زیادہ جاننے والا اور میں دیکھتا ہوں۔ ناقل)

سورۃ ابراھیم :المر: اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَرٰی

سورۃ الحجر: الٓمّٓرٰ: اَنَا اللّٰہُ اَرٰی ۔ دیکھنا خدا کی وہ صفت ہے جس کا ظاہری امور کے ساتھ تعلق ہے اور علم وہ صفت جس کا باطنی امور کے ساتھ تعلق ہے یہ عام ہے۔ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۴۵۰)

سورۃ النحل: کے آغاز پر فرمایا۔ چند سورتیں الم۔ المر سے شروع ہوتی ہیں یہ لفظ بہت خطرناک ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو کچھ تم لوگوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا وہ خوب دیکھ رہا ہوں اب اس سورۃ میں اس کے نتیجہ کا ذکر کرتا ہے۔

سورۃ قٓ: قٓ قیامت ہے اور اس کا شاہد قرآن مجید ہے کہ تم بعد الموت مبعوث ہوگے۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۱۰)

سورۃ مریم : کٓھٰیٰعٓصٓ میں اسماء الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔ کبیر، المتعال، کافی، ھادی، یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ۔ عالم۔ عزیز۔ صادق۔ اگر صحابہ وتابعین ان کے معنی نہ کرتے تو میں بھی نہ کرتا۔ (پھر فرمایا) اسماء الٰہی ہادی۔ یجیر ولا یجار علیه (المومنون: ۸۵) (عالم۔ عزیز۔ عادل) کی طرف ان حروف میں اشارہ ہے۔ صادق الوعد (مریم: ۵۵) نیز ان آیات میں ان انبیاء کا ذکر ہے۔ ذکریا، ہود، ادریس، اسماعیل اور ص سے مراد صداقت انبیاء ہے۔ عراق عجم۔ عراق عرب۔ عرب اور شام کے انبیاء کا تذکرہ ہے۔ (حقائق الفرقان جلد سوم: صفحہ ۵۷)

سورۃ طٰہٰ: طٰہٰ عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی بات کی دھت لگی رہی ہو۔ طٰہٰ جس کو کسی کام کی دھت لگی ہوئی ہو کہ ضرور ہو جائے اور اس میں کامیاب ہو تو طٰہٰ کہتے ہیں۔ طٰہٰ اور بڑے آدمی۔ اور حریص۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۸۲)

سورۃ النمل: طٰسٓ: ط کے معنی صحابہ نے لطیف کئے ہیں اور س کے معنی سمیع۔ ابن جریر نے اسے سورہ نمل میں بیان کیا ہے...... جس قدر دنیا میں مفید اور نفع رساں باتیں ہیں۔ قرآن میں بھی ضرور اس کا شمہ موجود ہوتا ہے۔ منجملہ اُن کے حروف مقطعات کے ساتھ اختصار کلام بھی ہے۔ ہر زمانہ میں جب کسی نے کوئی اعتراض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن کریم پر کیا ہے وہی بات خود اس کے اندر بھی پائی گئی ہے بلکہ وہ نمونہ اس سے بھی بڑھ کر یا بدتر معترض کے اندر بھی پایا گیا۔ آج کل طس ۔یس۔ طہ۔ الم وغیرہ حروف مقطعاتِ قرآنی پر بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ حروف معمہ کی طرح ہیں۔ مگر یہ اعتراض ایسے وقت میں کیا گیا ہے کہ جب ساری مہذب دنیا استعمال مفردات میں مجبور کی گئی ہے۔ انگریز تو یہ اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے کارخانے، سامان، خطابات، امتحانات اپنے ناموں وغیرہ میں استعمال حروف مفردات کا بکثرت موجود ہے۔ ایف اے (FA) بی اے (BA)، ایم اے (MA) وغیرہ

آریہ کے خطوط و مکانات پر الف، و، م، اوم لکھا جاتا ہے۔ قرآنی حروف کی تفسیر صحابہ نے جیسے حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ نے کی ہے۔ بعض تفاسیر میں بھی بہت لمبی تفسیر ان حروف کی بیان کی گئی ہے۔ غرض کہ جو مضمون کسی سورۃ کا یا کوئی قصہ سمجھ میں نہ آئے اور اس کا سمجھنا دشوار ہو تو کچھ اسماء الٰہیہ اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پس وہ اسماء الٰہیہ اس سورۃ اور قصہ کے مضمون کے سمجھنے کیلئے کلید ہوتے ہیں جس کو وہ آیات مظہر ہوتی ہیں۔

ان مفردات سے بڑا کام قرآن حدیث، طب وغیرہ علوم میں لیا گیا ہے جیسے قرآن میں صل، الوصل، اولیٰ صل قد، یوصل، ج جائز، ص وقف مرخص، حدیث میں ثناء، حدثنا نا اخبرنا۔ طب میں فکد من کل واحد وغیرہ۔

غرض تمام علوم عربی مقطعات سے کام لیا گیا ہے۔ طس ۔ ط سے اسم الٰہی لطیف اور سمیع مراد ہے۔ یعنی یہ آیات قرآن اور کتاب کھول کر سنانے والی ہیں جو اللہ لطیف سمیع کے حضور نازل ہوئی جیسے فرامین کے سر پر لکھا جاتا ہے اجلاس فلاں حاکم سے یہ حکم جاری ہوا ہے اسی طرح اس سورۃ کے سر پر فرمایا گیا۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۲۷۵-۲۷۶)

سورۃ القصص: طٰسٓمٓ۔ لطیف سمیع مجید خدا۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۳۰۶)

سورۃ لقمان: الٓمٓ (۲:۳۱) اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ

سورۃ السجدہ: الم (۲:۳۲) اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ۔ میں اللہ جاننے والا ہوں۔ جن سورتوں کے شروع میں یہ الفاظ آئے ہیں وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی کتاب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ مثلاً الٓمٓ تلک اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ (لقمان: ۳،۲) الٓمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ (السجدہ: ۳،۲)

حروف مقطعات قرآن شریف میں کئی سورتوں کے شروع میں ہی اعلیٰ قسم کے حروف ہیں جیسے کہ اس سورۃ کے ابتداء میں حروف الم ہیں ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حروف مقطعات کے معانی تلاش کرنا گناہ ہے یہ

کسی کو معلوم نہیں۔ مگر ایسا کہنا قرآن شریف کی بے ادبی کرنا ہے۔ قرآن شریف میں تدبر کرنا فرض ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان حروف کو اجزاء اسمائے الٰہی مانا ہے۔ میں نے بہت محنت کے ساتھ جن کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جس میں ان کا ذکر ہے اور صحابہ کرام کے مقدس گروہ کا اجماع مجھے اس پر دکھائی دیا ہے کہ حروف اجزائے اسماءالٰہی ہیں اور اسی واسطے سورتوں کے نام ہیں۔ آج کل کے جنٹلمین (Gentlemen) تو اس طریق پر اعتراض کر ہی نہیں سکتے کیونکہ ان میں عموماً قابل عزت وہی ہے جس کے نام کے ساتھ بی اے۔ ایم اے۔ یا ایم بی یا ایل ایل بی غرض دو یا تین حروف لگے ہوتے ہیں اور بعض بڑے معززین کے ناموں کے ساتھ اس قدر حروف ہوتے ہیں کہ سارے حروف تہجی وہاں ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔

ویدوں میں بھی سب سے پہلے اوم ہی آتا ہے مگر افسوس ہے کہ باوجود اس کے حروفِ مقطعات ماننے کے وہ لوگ اس کے معنی کے واسطے کوئی سند نہیں رکھتے۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷)

سورۃ یٰسٓ: یٰسٓ۔ اے انسان کامل۔ اے سردار کامل انسان جو بات کہتا ہے وہ سچی ہوتی ہے بڑے بڑے سردار بھی جھوٹ نہیں بولتے۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۴۵۶)

سورۃ صٓ: ص اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ص صادق۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۴۷۹)

سورۃ المؤمن: حٰمٓ حمید۔ مجید۔ بادشاہ۔ حی کی طرف سے یہ کتاب آئی ہے...... حمید، مجید، حی و مالک (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۵۱۲)

سورۃ الشوریٰ: حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ حمید، مجید، علی و عظیم، سمیع و قادر و قوی ہوں۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۵۵۱)

سورۃ قٓ: قٓ۔ قیامت ہے اور اس کا شاہد قرآن مجید ہے کہ تم بعد الموت مبعوث ہوگے۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۱۰)

سورۃ القلم: نٓ دوات۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۱۷۶)

☆......☆......☆......☆

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

کتب حضرت مسیح موعود کی اہمیت

حضرت مسیح موعود اور خلفائے سلسلہ کے زریں اقتباسات

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

ازمکرم غلام مصباح بلوچ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کی تحریرات کے رنگ میں جماعت احمدیہ کو ایک عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے۔ یہ دین کے لئے قلمی جہاد کا زمانہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو قلم کے ذریعہ دین کی غیر معمولی خدمت کی توفیق بخشی۔ آپ نے اپنی کتب، تحریرات، اشتہارات کے ذریعہ قرآن اور محمد مصطفی ﷺ کی صداقت اور عظمت کے ببانگ دہل ناقابل تردید ثبوت فراہم کئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''............اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد اوّل صفحہ ۱۰۱)

حضرت مسیح موعود نے جو کتب تصنیف فرمائیں وہ آپ کی ذاتی سوچ کا نتیجہ نہ تھیں بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو بے شمار معارف وحقائق قرآنیہ عطا فرمائے تھے اور بے شمار علوم آپ کو سکھائے تھے جس کی بناء پر آپ نے ۸۵ کے قریب کتب تحریر فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

''میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا، طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ ۴۸۳)

حضرت مسیح موعود کی تحریرات گراں قدر سرمایہ ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جو ابتداء میں حضرت مسیح موعود کے زبردست مداح تھے مگر بعد میں مخالف ہوگئے۔ حضرت مسیح موعود کی تصنیف ''براہین احمدیہ'' کے متعلق لکھتے ہیں۔

''ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک تالیف نہیں ہوئی......اس کا مؤلف بھی (دین حق۔ناقل) کی مالی و جانی و قلمی ولسانی و حالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر (پہلوں) میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔'' (رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بغیر قرآن کریم واحادیث نبویہ کو سمجھنا ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء ان مقدس کتب کے مطالعہ کی تاکید کرتے چلے آئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام غلبہ دین کے واسطے مبعوث فرمائے گئے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآنی حقائق ومعارف کثرت سے عطا فرمائے تھے جن کو آپ نے اپنی کتب میں تفصیل سے بیان فرمایا تھا چنانچہ آپ جانتے تھے کہ آپ کی کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

O ”.......... ہمارا مدعا یہ ہونا چاہئے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں، جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بری تعلیموں سے متاثر ہوکر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں اور ہر وقت یہ امر ہمارے مدنظر رہنا چاہئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت ضلالت کے سم قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑ گئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۷)

O ”میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ.......... جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم (دین) پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہئے کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزی خوان () مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد ان لوگوں پر ظاہر کریں لیکن میں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دوں گا.......... میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان وعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں.......... میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے۔“

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۶-۵۱۸)

O ”.......... اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہوتا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائی جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

O ''اس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت (دین) کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف وتصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا اور وہ معارف وحقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱، ۱۲)

O ''اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور (دین) کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے۔ کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو.........اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آ کر اٹکا ہے، وہیں حقائق ومعارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد اوّل صفحہ ۳۸)

''اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔'' (ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد اوّل صفحہ ۳۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ارشادات: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل......جو عاشق قرآن اور چوٹی کے عالم تھے ان کو بھی حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی اہمیت کا خوب اندازہ تھا آپ جانتے تھے کہ قرآنی علوم واحادیث نبویہ کو سمجھنے کے لئے حضرت اقدس کی تحریرات کا لوگوں تک پہنچنا لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں آپ خود حضور کی کتب سے استفادہ کرتے تھے وہاں دوسروں کو بھی استفادہ کرنے کی تلقین فرماتے تھے اور یہ خواہش ہوتی تھی کہ لوگ حضرت مسیح موعود کی کتب کا بغور مطالعہ کریں خواہ اس کا خرچ آپ کو برداشت کرنا پڑے یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی۔

O ''حضرت پیرومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال ودولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔ حضرت پیرومرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشا ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو، مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔''

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶)

O پھر آپ حضرت مسیح موعود کی بیعت کرنے والوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

''اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا، صادق سمجھا، بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض وغایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اس کا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہوسکتی اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہوسکتا ہے جو خود اس (۔) کے لانے والے کے بیان میں ہے......''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ..... تحریرات حضرت مسیح موعود کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں۔

''پھر اس زمانہ کے لئے علوم قرآنیہ کا ماخذ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود کی ذات ہے۔ جس نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی اکاس بیل کو کاٹ کر پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقعہ دیا۔ الحمدللہ ہم نے اس کی رونق کو دوبارہ دیکھا اور اس کے پھل کھائے اور اس کے سائے کے نیچے بیٹھے۔ مبارک وہ جو قرآنی باغ کا باغبان بنا۔ مبارک وہ جس نے اسے پھر سے زندہ کیا اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کیا۔ مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اور خدا تعالیٰ کی طرف چلا گیا اس کا نام زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔''

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ج)

O ''اللہ تعالیٰ نے جس قدر حضرت مسیح موعود پر افضال و انعام و معارف اور حقائق کھولے ہیں اور جو صداقتیں (دین) میں پائی جاتی ہیں وہ آپ کی کتب میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت (دین) کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا اور آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے۔ پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یاد رکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہو جانا کوئی بات نہیں جب تک کہ سلسلہ سے کماحقہ واقفیت نہ پیدا ہو۔'' (الفضل ۱۹ جون ۱۹۱۷ء)

O ''حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کی روانی کی مثال ایسی ہے جیسے پہاڑوں پر برسا ہوا پانی بہتا ہے بظاہر اس کا کوئی رخ معلوم نہیں ہوتا مگر وہ خود اپنا رخ بناتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں الٰہی جلال ہے اور وہ تصنع سے بالا ہے جس طرح پہاڑوں کے قدرتی مناظر ان تصویروں سے کہیں زیادہ دلفریب ہوتے ہیں جو انسان سالہا سال کی محنت سے تیار کر کے میوزم میں رکھتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادت بھی سب سے فائق ہے۔ انسان کتنی محنت سے پہاڑ کی تصویر تیار کرتا ہے مگر کیا وہ پہاڑ کے اصل نظاروں کا کام دے سکتی ہے۔ لاکھوں روپیہ کے صرف سے سمندروں کی تصویریں تیار کی جاتی ہیں مگر جب سمندر جوش میں ہو تو کیا اس وقت کے نظاروں کا کام تصویر دے سکتی ہے۔ تصویر کے اندر نہ وہ دلکشی ہوسکتی ہے اور نہ ہیبت و شوکت۔ اسی طرح باقی سب تحریریں تصویریں ہیں مگر حضرت مسیح موعود کی تحریرات قدرتی نظارہ۔''

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

O ''.........حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز تحریر بھی جدا نما نہ ہے اور اس کے اندر اس قسم کی روانی، زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے، باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیاء کا کلام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جا رہی ہیں اور جس طرح جب ایک زمیندار گھاس لپیٹتا جاتا ہے اسی طرح معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (۔) کی تحریر انسانوں کے قلوب کو اپنے ساتھ لپیٹتی جا رہی ہے اور یہ انتہا درجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔'' (الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

O ''.........اگر کوئی یہ چاہے کہ بنی بنائی علیحدہ علیحدہ کتابیں اسے ہر مضمون پر مل جائیں تو یہ اس کی غلطی ہے ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں تمام مسائل بیان فرما دیئے ہیں اور بے شمار علوم ان میں جمع کر دیئے ہیں۔ انسان اگر ان پر غور کرے تو گہرے سے گہرے مسائل کا پتہ ان سے لگ جاتا ہے اور پھر عجیب معارف و نکات کا بھی انکشاف ہوتا ہے۔

میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ براہین احمدیہ کو مسلسل پڑھ جاؤں لیکن ایسا نہیں کر سکا جب بھی دو چار دس سطریں پڑھیں تب ہی ایسے گہرے اور لمبے خیال میں پڑ گیا اور اس قدر معارف اور نکات ذہن میں آنے لگے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ یہ الفاظ دروازہ تھا جس کے آگے وہ سرسبز و شاداب باغ ہے کہ جس میں طرح طرح کے پھل اور میوے ہیں۔ اسی طرح آپ کی دوسری کتابوں کا حال ہے ان کو اگر پڑھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علوم کا دریا لہریں مار رہا ہے۔......... یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ کی کتابوں کو قصہ کہانی کے طور پر نہ پڑھو بلکہ نیک نیتی کے ساتھ ان کا مطالعہ کرو۔ تو معلوم ہوگا کہ ان میں ہر عقل والے کے لئے علم رکھا گیا ہے اور ہر قسم کا علم رکھا گیا ہے اور جب اس طرح کوئی شخص انہیں پڑھے گا تو اسے خود بخود معلوم ہوگا کہ جو کام حضرت مسیح موعود (۔) نے کیا ہے وہ کس قدر عظیم الشان ہے اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ وہ آپ ہی کے کرنے کا تھا علماء اسے کر ہی نہ سکتے تھے بلکہ وہ تو سمجھ بھی نہ سکتے تھے۔'' (الفضل ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

O ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے (۔) اس لئے آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں، تو میں کہوں گا آپ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کروں گا مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے انتہائی کوشش صرف کر دوں گا۔ ہماری کتابیں کیا ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کی تشریح ہیں۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء صفحہ ۳۹)

O ''.........قلب کی صفائی کے طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں موجود ہیں۔ میں اس وقت آپ

لوگوں کو جگا رہا ہوں اور ایک اہم بات کی طرف متوجہ کر رہا ہوں آگے اس کا حاصل کرنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا آپ لوگوں کا کام ہے۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ اپنے اپنے قلب کی صفائی کرو۔'' (اصلاح اعمال کی تلقین، انوار العلوم جلد ۴ صفحہ ۱۷۸)

O ''............تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور اخذ کرنے کا ملکہ پیدا کرو اس کے لئے ایک تو قرآن کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحب کی کتابیں پڑھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحب کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں''۔ (انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۴۴۷)

O ''جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

تو حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔ دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آئے گا جتنا الفاظ میں بیان کیا ہو گا مگر حضرت صاحب کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھلتا ہے۔ بشرطیکہ خاص شرائط کے ماتحت پڑھی جائیں............پس حضرت صاحب کی کوئی کتاب پڑھنے سے پہلے چاہئے کہ اپنے اندر سے سب خیالات نکال دیئے جائیں............پس حضرت صاحب کی کتابیں بالکل خالی الذہن ہو کر پڑھنی چاہئیں۔ اگر کوئی اس طرح کرے گا تو اسے بہت سی برکات نمایاں طور پر نظر آئیں گی۔'' (ملائکۃ اللہ، انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۵۶۰)

O فتنہ لاہور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''............آپ لوگ قرآن شریف پڑھیں، حدیث کی کتابوں کو پڑھیں............پھر حضرت مسیح موعود کی اردو کتابیں ہیں ان کو پڑھیں۔ آج ہم میں جو یہ اتنا بڑا جھگڑا پیدا ہو گیا ہے تو اس کی یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھنے کی طرف توجہ نہیں کی اور ان کا پڑھنا ضروری نہیں سمجھا............اگر یہی لوگ پہلے پڑھتے تو کبھی گمراہ نہ ہوتے۔ پس حضرت مسیح موعود کی کتب کا پڑھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ اگر وہ لوگ بھی حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے تو کبھی گمراہ نہ ہوتے۔'' (انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۳۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشادات: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تحریرات حضرت مسیح موعود کی اہمیت کے

متعلق فرماتے ہیں۔

O ''اس زمانہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے اور جو کتاب مکنون کا رنگ رکھتی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کردہ تفسیر قرآن کے علاوہ اور کہیں نہیں مل سکتی اس لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم اور احادیث نبوی کو سمجھنے کے لئے جو ہمارے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی مطالعہ کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کی اس طرف پوری توجہ نہیں ہے جو کہ فکر کا مقام ہے۔'' (الفضل ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء)

O ''ہر احمدی گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعود موجود ہوں اور زیر مطالعہ ہوں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو.........احباب ہر تین ماہ میں کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ضرور خرید لیا کریں اور خریدنے کی ترتیب یہ رکھیں کہ حضورؑ نے جو آخری کتاب تصنیف فرمائی اسے پہلے خرید کر پڑھیں اور پھر اس سے قبل کی کتب علی الترتیب خریدتے چلے جائیں کیونکہ آخری دور کی کتب حضور نے عوام کو مخاطب کر کے نہایت عام فہم اور آسان زبان میں تصنیف فرمائیں جبکہ ابتدائی زمانہ کی کتب علماء کو مخاطب کر کے لکھی گئیں جن کی وجہ سے وہ بہت گہری اور دقیق ہیں لیکن بہر حال وہ بھی بے شمار اور نہایت لطیف اور پر معارف نکات پر مشتمل ہیں۔'' (الفضل ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشادات: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

O ''حضور مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم میں غوطہ خوری کے بعد علوم و معرفت کے بے بہا موتیوں کو نکالا اور ہمارے سامنے پیش کیا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ مئی ۱۹۸۵ء)

''جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر میں غور کرتا ہوں تو اس سے ملتی جلتی حدیثیں یاد آتی ہیں اور جب حدیثوں کو غور سے پڑھوں تو صاف سمجھ آجاتی ہے کہ یہ منبع تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حکمت کا۔ وہ حدیثیں پڑھیں تو قرآن ان کا منبع نظر آتا ہے غرض یہ کہ سلسلہ وار بندوں سے بات شروع ہو کے خدا تک جا پہنچتی ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۹۸ء)

O حضور انور نے مغربی دنیا میں بسنے والے احمدیوں کو خصوصاً اور باقی احمدیوں کو بھی مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ آپ اردو کی طرف توجہ کریں الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی اکثر تحریرات اردو میں ہیں جب تک آپ اردو نہیں سیکھیں گے آپ حضرت مسیح موعود کی پُر معرفت کتب میں بیان فرمودہ نکات روحانیت سے صحیح معنوں سے آشنا نہیں ہو سکتے کیونکہ ترجمہ میں وہ خوبصورتی اور لطف ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جو حضور کی اپنی تحریرات پڑھنے سے حاصل ہو سکتا ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۹۳ء بمقام اوسلو ناروے)

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک بار پھر اپنی تحریرات کے ذریعہ قرآن شریف کا اصل چہرہ ہمیں دکھایا حضرت مسیح موعود کا یہ علمی کارنامہ آپ کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے جسے ہمیں کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

O

دل میں درد، درد میں آنسو ہیں پیار کے
کیا کیا ستم ہیں گردشِ لیل و نہار کے

افسوس ہے کہ آپ بھی تنہا چلے گئے
ہم بھی تو راہگیر تھے اس رہگذار کے

تم نے تو بزمِ دہر سے پہلو بچا لیا
یاں نوحہ بن کے رہ گئے نغمے بہار کے

کیا تھک گئے تھے گردشِ دوراں سے اِس قدر
تُربت میں سو گئے ہو جو سب کو بسار کے

اے دردِ اہلِ درد سے آنکھیں نہ بند کر
اُٹھ دیکھ اشک دیدۂ خونابہ بار کے

آقا! حضور کِس کو بلائیں گے یہ تو سوچ
لاکھوں سہی غلام تیرے تاجدار کے

وہ درد دے گئی ہے تیری مرگِ ناگہاں
بھولے سے بھی نہ بھولیں گے غم روزگار کے

ایسے کہاں تھے دہر میں تم زاویہ پسند
آ کے جو گھیر بیٹھے ہو گوشے مزار کے

مانا کہ بزمِ خُلد ہے بیکل تیرے لئے
غم بھی تو دیکھ جاؤ کسی غمگسار کے

کیا لو گے اپنے دل سے جدا کر کے درد کو
جاؤ نہ دردِ دل کو لحد میں اُتار کے

مصلحؔ ہو صبحِ خُلد کی راحت تمہیں نصیب
آتے ہیں ہم بھی شامِ غریباں گزار کے

غیر مطبوعہ مرسلہ: مکرم مجیب الرحمٰن درد صاحب)　　　مولانا مصلحؔ الدین احمد راجیکی

حضرت علامہ سید میر محمد اسحق صاحب کے

چند علمی نکات

تحریر: مکرم مولانا صوفی محمد اسحٰق صاحب

ماہ جولائی ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں علامہ حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب کے کچھ علمی نکات ہدیہ قارئین کئے گئے تھے۔ خاکسار کچھ اور قیمتی علمی نکات پیش کر رہا ہے۔

O مخالفین کا ایک من گھڑت اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ ہوا کرتا ہے کہ نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام غلام احمد ہے۔ حضرت میر صاحب نے قرآن شریف کی اس آیت سے جواب سمجھایا کہ "اِسۡمُهُ الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ" (سورۃ آل عمران:۴۶) اس کا نام ہے مسیح عیسیٰ، بن، مریم جو چار الفاظ پر مشتمل ہے۔

O قرآن مجید کی ایک آیت جس میں نکاح کی غرض وغایت بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ" یعنی نکاح کی صحیح صورت اور مقصد یہ ہے کہ عورت محصنہ (یعنی اس کو قید نکاح میں لاتے ہوئے) نہ کہ شہوت رانی کا قصد کرتے ہوئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے آیت کے اس حصہ سے واضح ہے کہ تمتّع (نکاح موقت) از روئے قرآن جائز نہیں کیونکہ وقت کی تعیین نکاح کی غرض کو باطل ٹھہراتی ہے۔

O مسئلہ تقدیر عوام الناس کے لئے اچھی خاصی الجھن کا باعث ہے کیونکہ لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے تو اس کا مطلب تو یہی بنتا ہے کہ ہم ایک طرح کے مجبور ہیں لیکن یہ استدلال اس لئے غلط ہے کہ پھر نہ تو ہمیں کوئی سزا ملنی چاہئے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی انعام۔ حضرت میر صاحب اس مسئلہ کو یوں حل فرمایا کرتے تھے۔

فرض کریں کہ ایک بچہ آپ کے سامنے مکان کی منڈیر پر کھڑا ہے اور آپ کو یہ خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بچہ کہیں گر پڑے اور آپ ابھی یہ سوچ ہی رہے ہوں تو وہ بچہ فی الواقع آپ کے سامنے چھت کی منڈیر سے اچانک نیچے آ گرے تو کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس بچہ کو آپ کے علم نے نیچے گرا دیا ہے؟ ہرگز یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پس یہی حال تقدیر کے معاملہ میں پیشگی علم الٰہی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قبل از وقت علم ہے کہ آپ نے اپنی پوری آزادی سے فلاں وقت کیا کام کرنا ہے۔ پس علمِ الٰہی کا آپ کے فعل میں کوئی دخل نہیں۔ حضرت میر صاحب کی تقدیر کے بارہ میں یہ تشریح بڑی عام فہم ہے۔

O عصمتِ انبیاء بھی جماعت احمدیہ کے مسلمات میں سے ہے اور ہم سب انبیاء کو معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں برخلاف تفاسیر کے جو انبیاء کی لغزشوں اور گناہوں کے ارتکاب سے بھری پڑی ہیں۔ آپ عصمت انبیاء کا مضمون قرآن مجید کی ان

آیات کے ذریعہ ثابت کیا کرتے تھے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَانُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ o لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ o يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ O (انبیاء: ۲۷ تا ۲۹)

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان خدا نے بیٹا بنالیا ہے۔ وہ ہر کمزوری سے پاک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ (جن کو یہ بیٹا کہتے ہیں) وہ خدا کے کچھ بندے ہیں جن کو خدا کی طرف سے عزت ملی ہوئی ہے وہ خدا کی بات سے ایک لفظ بھی زیادہ نہیں کہتے اور وہ اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ وہ خدا اس کو بھی جانتا ہے جو انہیں آئندہ پیش آنے والا ہے اور جو وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور وہ سوائے اس کے جس کے لئے خدا نے یہ بات پسند کی ہو کسی کے لئے شفاعت بھی نہیں کرتے اور (ان کے دل) خشیتِ الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں۔

اس آیت سے واضح ہے کہ گناہ انسانی کے صرف تین مصادر ہیں۔ زبان، جوارح یعنی اعضاء انسانی اور دل۔ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ میں خدا تعالیٰ نے انبیاء کی زبانوں کی پاکیزگی کی گواہی دی ہے کہ وہ حکم خداوندی کے خلاف کچھ نہیں بولتے۔ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ انبیاء کے جوارح یعنی اعضاء ہمیشہ حکم الٰہی کے تابع رہتے ہیں وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ میں اللہ تعالیٰ بتلاتا ہے کہ انبیاء کے دل ہمیشہ خشیتِ الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں۔ پس جب سب انبیاء طاہر و مطہر ہیں تو پھر گناہ اُن سے کیسے صادر ہوسکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اگر انبیاء کو معصوم نہ مانا جائے تو ان کی آمد بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے کیونکہ انبیاء کی آمد کی تو غرض ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گناہوں سے پاک بنائیں لیکن جو خود پاک نہ ہو وہ دوسروں کو کیسے پاک بنا سکتا ہے؟ دوسروں کو پاک کرنا تو کجا ایسا شخص تو خود بھی قربِ الٰہی حاصل نہیں کرسکتا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے

O جنت و جہنم بھی اپنے دائمی یا غیر دائمی کے لحاظ سے ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ بعض لوگ اپنی نادانی یا کم علمی کے باعث ہر دو کو دائمی سمجھتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ جنت کو تو بے شک دائمی سمجھتی ہے لیکن جہنم کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ عارضی ہے اور جونہی انسان اپنے کئے کی سزا بھگت لے گا اس کو مخلصی ہو جائے گی۔

حضرت میر صاحب اس عقیدہ کا اثبات قرآن پاک کی ان آیات سے کیا کرتے تھے۔ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ o فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ o خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۤءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ o وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۤءَ رَبُّكَ عَطَاۤءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ O (سورة هود: ۱۰۶ تا ۱۰۹)

ترجمہ: جس دن وہ وقت آ جائے گا (یعنی قیامت) تو کوئی جان بھی اس کے اذن کے بغیر کلام نہ کر سکے گی پھر ان میں

سے بعض تو بد بخت ثابت ہونگے اور بعض خوش نصیب ہونگے۔ پس جو بد بخت ثابت ہونگے وہ آگ میں داخل ہونگے اس میں (کسی وقت تو) ان کے (درد سے) لمبے سانس نکل رہے ہونگے اور (کسی وقت) ہچکی کی حالت کے مشابہ سانس (نکل رہے ہونگے)۔ وہ اس میں اس وقت تک رہتے چلے جائیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں سوائے اس کے جو تیرا رب چاہے۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کر کے رہتا ہے۔ اور جو خوش نصیب ہونگے وہ جنت میں ہونگے وہ اس میں اس وقت تک رہتے چلے جائیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں۔ سوائے اس کے جو تیرا رب چاہے یہ (ایسی) عطا ہے جو (کبھی) ختم نہیں ہوگی۔ واضح ہے کہ جہنمیوں اور جنتیوں کا قیام اپنے اپنے مقام پر اس وقت تک ہے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں لیکن جہاں تک انجام کا سوال ہے تو دونوں آیتوں کا اختتام بالکل مختلف ہے۔ جہنمیوں والی آیت میں ہے سوائے اس کے تیرا رب چاہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت کیسے پوری ہوگی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس مشیت کو حیّزِ امکان سے حیّزِ فعل میں لا کر رہے گا لیکن جنتیوں والی آیت میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت ایسی عطا ہے جو کبھی کاٹی نہیں جائے گی۔ پس دونوں آیتوں کے اختتام سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جہنم جنت کی طرح ہرگز ابدی اور دائمی نہیں ہے اور اسی کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ **یَاْتِیْ عَلٰی جَھَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْھَا اَحَدٌ وَاِنَّ نَسِیْمَ الصَّبَا تُحَرِّکُ اَبْوَابَھَا** یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس کے اندر کوئی بھی نہ ہوگا اور بادِ صبا اُس کے کواڑوں کو کھٹکھٹائے گی بوجہ خالی ہونے کے۔

نتیجہ انعامی مقابلہ نویسی ۲۰۰۳ء

بعنوان ''شیخ عجم'' حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف شہید

زیر اہتمام قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

مجلس انصاراللہ پاکستان کو ۵۹ مقالہ جات درج ذیل تفصیل کے ساتھ موصول ہوئے۔

ضلع کراچی ۲۱۔ ضلع فیصل آباد ۱۱۔ ضلع لاہور ۸۔ ربوہ ۶۔ ضلع راولپنڈی ۳۔ ضلع اسلام آباد ۳

اس کے علاوہ اضلاع شیخوپورہ، ملتان، جہلم، چکوال، حافظ آباد، جھنگ نے بھی اس میں شرکت کی۔

نمایاں پوزیشن: اوّل: مکرم مسعود احمد ظفر صاحب عزیز آباد کراچی۔ دوم: مکرم عمر حیات صاحب فیکٹری ایریا ربوہ

سوم: مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب گلشن اقبال شرقی کراچی۔ چہارم: مکرم منصور احمد ظفر صاحب دارالفضل شرقی ربوہ۔ مکرم محمد ثناء اللہ صاحب شیخوپورہ

معیاری مقالے: مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب۔ دارالذکر فیصل آباد۔ مکرم عبدالشکور صاحب بیت الاحد لاہور۔ مکرم داؤد احمد ملک صاحب صدر راولپنڈی۔ مکرم ملک خلیل احمد ناصر صاحب۔ گلستانِ جوہر کراچی۔ مکرم میجر (ریٹائرڈ) میاں عبدالباسط صاحب۔ صدر راولپنڈی۔ مکرم منیر احمد بٹ صاحب۔ بیت التوحید لاہور۔ مکرم عبدالمنان شاہ کوٹی صاحب نارتھ کراچی۔ مکرم مصور احمد طاہر صاحب ماڈل کالونی کراچی۔ مکرم سید سلیم شاہجہانپوری صاحب گلشن اقبال غربی کراچی۔ مکرم عبدالکریم خالد صاحب بیت التوحید لاہور۔

قرارداد تعزیت بر وفات مکرم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب

ہمارے رفیق کار مکرم و محترم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب ابن مکرم صلاح الدین احمد صاحب جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۲۰۰۳ء کی رات ہم سے جدا ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

آپ حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب رفیق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر رفیق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہٗ اللہ تعالیٰ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے بی۔ اے، مولوی فاضل اور جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں اپنی زندگی وقف کی اور تادمِ آخر خدماتِ سلسلہ بجالاتے رہے۔ آپ نے مربی سلسلہ احمدیہ کے علاوہ معاون ناظر ضیافت، معاون ناظر امور عامہ اور معاون سیکرٹری مجلس کارپرداز خدمات سرانجام دیں۔ وکالت تبشیر، وکالت تصنیف اور ادارۃ المصنفین کے دفاتر میں بھی خدمت کی سعادت ملی۔

گذشتہ تین سال سے آپ جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۲۰۰۳ء کی شب حرکت قلب بند ہونے سے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے حسن سے نوازا تھا۔ خوش خلقی، خوش طبعی اور ملنساری آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ بلا امتیاز ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ غریب پرور، فیاض طبع، مہمان نواز اور خدمت گذار وجود تھے۔

آپ نے پسماندگان میں والدہ کے علاوہ بیگم محترمہ حامدہ صاحبہ پرنسپل ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

ہم ممبران عاملہ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ، مرحوم کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ مولا کریم سب کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور موصوف خلیفہ صباح الدین احمد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

(ہم ہیں ممبران لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم ۲۰۰۳ء

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی سوم منعقدہ ستمبر ۲۰۰۳ء میں ۵۵۵۳ انصار نے شرکت کی۔ اس امتحان میں اوّل، دوم اور سوم پوزیشن اور خصوصی گریڈ حاصل کرنے والوں کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

اوّل: مکرم عبدالمنان محمود شاہکوٹی صاحب۔ نارتھ کراچی

دوم: مکرم ملک محمود احمد اعوان صاحب۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ مکرم مبارک احمد خاں صاحب۔ دارالنصر شرقی ربوہ

سوم: مکرم جاوید اقبال صاحب۔ چک نمبر ۳۳۴ ج ب ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب۔ ڈرگ کالونی کراچی

خصوصی گریڈ: خصوصی گریڈ اے حاصل کرنے والے انصار:

ربوہ: مکرم میاں عبدالغفور طور صاحب (دارالصدر غربی قمر)۔ مکرم محمد رفیق صاحب (دارالبرکات) مکرم مرزا غلام رسول صاحب (دارالبرکات)۔ مکرم حبیب اللہ شاہ صاحب (دارالنصر شرقی)۔ مکرم بشیر احمد شاہد صاحب (دارالصدر غربی حلقہ قمر)۔ مکرم عبدالسمیع خان صاحب (دارالرحمت شرقی الف)۔ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب (دارالعلوم وسطی)۔ مکرم عبدالرشید منگلا صاحب (دارالرحمت شرقی الف) مکرم عبدالرشید طاہر صاحب (ناصر آباد شرقی)

فیصل آباد: مکرم محمد اصغر عتیق صاحب۔ مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر صاحب۔ مکرم جلال الدین اکبر صاحب۔ مکرم سید محمد یحییٰ صاحب (دارالحمد)۔ مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب۔ مکرم چوہدری احمد دین صاحب (دارالذکر)

لاہور: مکرم محمد سلیم اختر صاحب (سلطان پورہ)۔ مکرم محمد اسحاق چوہدری صاحب (بیت الاحد)۔ مکرم نصیر احمد قریشی صاحب (مغلپورہ)۔ مکرم مجید الرحمٰن صاحب (فیصل ٹاؤن)۔ مکرم سید مقصود احمد بخاری صاحب (سمن آباد)۔ مکرم ظفر اقبال ہاشمی صاحب (بیت التوحید)۔ مکرم میجر (ر) محمد افضل خاں صاحب (بیت النور)۔ مکرم شیخ مامون احمد صاحب (بیت الاحد)۔

راولپنڈی: مکرم کیپٹن علم دین مشتاق صاحب (پشاور روڈ)۔ مکرم نصیر احمد شریف صاحب (پشاور روڈ)

اسلام آباد: مکرم عبدالمنان فیاض صاحب (اسلام آباد شرقی)۔مکرم چوہدری مبارک علی حنان صاحب (اسلام آباد شرقی) مکرم محمد منظور احمد خاں ایاز صاحب (اسلام آباد غربی)۔مکرم ایم اے لطیف شاہد صاحب (اسلام آباد وسطی)۔مکرم رفیق احمد سعید صاحب (اسلام آباد جنوبی)

ملتان: مکرم چوہدری محمد اکبر گوندل صاحب (حسن آباد ملتان شرقی)۔مکرم فضل الرحمٰن ملک صاحب (پاک عرب فیکٹری)۔مکرم محمد لطیف ملک صاحب (ملتان شرقی)

کھاریاں: مکرم چوہدری محمد شفیع سلیم صاحب۔مکرم بشارت احمد طاہر صاحب۔مکرم محمد یعقوب امجد صاحب۔

حافظ آباد: مکرم چوہدری ناصر احمد جاوید صاحب۔مکرم میاں نذر محمد صاحب

کراچی: مکرم مبارک احمد ہاشمی صاحب (ڈرگ کالونی)۔مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب (گلشن اقبال)۔مکرم حمید الدین احمد صاحب (ماڈل کالونی)۔مکرم محمود احمد ونیس صاحب (کورنگی)۔مکرم مجیب احمد خاں صاحب (ڈرگ کالونی)۔ مکرم عبدالمجید ناصر صاحب (النور)۔مکرم ملک محمد صدیق صاحب (محمود آباد)۔مکرم ملک محمد شفیق صاحب (ڈرگ کالونی)۔مکرم امتیاز حسین شاہد صاحب (ماڈل کالونی)۔مکرم مجیب احمد ناصر صاحب (النور)۔مکرم محمد اسماعیل صاحب (کورنگی)۔مکرم سفیر احمد باجوہ صاحب (گلشن جامی)۔مکرم ذکاء اللہ صاحب (ڈرگ کالونی)۔مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب (ڈرگ کالونی)۔مکرم مسعود احمد ظفر صاحب (عزیز آباد)۔مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل صاحب (النور)۔مکرم محمد ظفر اللہ صاحب (ڈرگ کالونی)۔مکرم ہبۃ اللہ کاہلوں صاحب (محمود آباد)۔مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب (ڈرگ روڈ)۔مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب (عزیز آباد)۔مکرم بشارت احمد ممتاز صاحب (ڈرگ روڈ)۔مکرم محمد احمد اسلم صاحب (ڈرگ روڈ)۔مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب (گلشن حدید)۔مکرم محمد خلیل ڈار صاحب (ڈرگ روڈ)۔مکرم سفیر الدین بھٹی صاحب (ڈرگ روڈ)۔ مکرم محمد جمیل ڈار صاحب (ڈرگ روڈ)

متفرق: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب (اٹک)۔مکرم محمد انور گوگا صاحب (جہلم)۔مکرم منور احمد اعوان صاحب (چکوال)۔مکرم محمد زاہد صاحب (ٹھٹھہ سندرانہ جھنگ)۔مکرم عبدالمجید زاہد صاحب (کنری)۔مکرم جلال الدین شاد صاحب (سیالکوٹ)۔مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ صاحب (حیات آباد پشاور)۔مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب (کوٹری ضلع دادو)

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

انصار اللہ کا عہد

ہم خدا کے فضل سے اللہ کے انصار ہیں
عاشقِ توحید ہیں اور شرک سے بیزار ہیں
ہم ہیں شاہد خالقِ ارض و سما بس ایک ہے
اور محمدؐ اس کے مرسل احمدِ مختار ہیں
تادمِ آخر کریں گے ہم اشاعت دین کے
لشکرِ باطل سے ہر دم بر سرِ پیکار ہیں
ہم دل و جاں سے خلافت کے رہیں گے پاسباں
اس کی خاطر جان بھی دینے کو ہم تیار ہیں
نیز ہم تلقیں کریں گے اپنے بچوں کو سدا
یہ خلافت ہے امانت ہم امانت دار ہیں
دیکھنا ہرگز نہ چھوٹے اس کا دامن ہاتھ سے
دین و دنیا میں فلاح کے بس یہی اسرار ہیں
یہ مقدّس عہد اے شبیر حرزِ جاں رہے
آپ بھی معروف رکنِ مجلسِ انصار ہیں

چوھدری شبیر احمد سلمان

Monthly **ANSARULLAH** December 2003

Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR Regd. # : CPL-34/CR02

بقا اور لِقا کے مرتبہ کی کیفیت

"......جب ہر یک اطاعت کا تصنّع درمیان سے اُٹھ جائے اور ایک طبعی روئیدگی کی طرح فرمانبرداری کی سرسبز اور لہراتی ہوئی شاخیں دل سے جوش مار کر نکلیں اور واقعی طور پر سب کچھ جو اپنا سمجھا جاتا ہے خدا تعالیٰ کا ہو جائے اور جیسے دوسرے لوگ ہوا پرستی میں لذت اُٹھاتے ہیں اِس شخص کی تمام کامل لذّتیں پرستش اور یادِ الٰہی میں ہوں اور بجائے نفسانی ارادوں کے خدا تعالیٰ کی مرضیات جگہ پکڑ لیں۔

پھر جب یہ بقا کی حالت بخوبی استحکام پکڑ جائے اور سالک کے رگ وریشہ میں داخل ہو جائے اور اُس کا جزوِ بدن بن جائے اور ایک نور آسمان سے اُترتا ہوا دکھائی دے جس کے نازل ہونے کے ساتھ ہی تمام پَردے دُور ہو جائیں اور نہایت لطیف اور شیریں اور حلاوت سے ملی ہوئی ایک محبت دل میں پیدا ہو جو پہلے نہیں تھی اور ایک ایسی خنکی اور اطمینان اور سکینت اور سُرورِ دِل کو محسوس ہو کہ جیسے ایک نہایت پیارے دوست مدت کے بچھڑے ہوئے کی یکدفعہ ملنے اور بغلگیر ہونے سے محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کے روشن اور لذیذ اور مبارک اور سُرور بخش اور فصیح اور معطّر اور مبشرانہ کلمات اُٹھتے اور بیٹھتے اور سوتے اور جاگتے اِس طرح پر نازل ہونے شروع ہو جائیں کہ جیسے ایک ٹھنڈی اور دلکش اور پُرخوشبو ہوا ایک گلزار پر گذر کر آتی اور صبح کے وقت چلنی شروع ہوتی اور اپنے ساتھ ایک سُکر اور سُرور لاتی ہے اور انسان خدا تعالیٰ کی طرف ایسا کھینچا جائے کہ بغیر اُس کی محبت اور عاشقانہ تصور کے جی نہ سکے اور نہ یہ کہ مال اور جان اور عزت اور اولاد اور جو کچھ اُس کا ہے قربان کرنے کیلئے طیار ہو بلکہ اپنے دل میں قربان کر ہی چکا ہو اور ایسی ایک زبردست کشش سے کھینچا گیا ہو جو نہیں جانتا کہ اُسے کیا ہو گیا اور نورانیت کا بشدّت اپنے اندر انتشار پاوے جیسا کہ دن چڑھا ہوا ہوتا ہے اور صدق اور محبت اور وفا کی نہریں بڑے زور سے چلتی ہوئی اپنے اندر مشاہدہ کرے اور لحظہ بہ لحظہ ایسا احساس کرتا ہو کہ گویا خدا تعالیٰ اُس کے قلب پر اُترا ہوا ہے۔ جب یہ حالت اپنی تمام علامتوں کے ساتھ محسوس ہو تب خوشی کرو اور محبوبِ حقیقی کا شکر بجالاؤ کہ یہی وہ انتہائی مقام ہے جس کا نام لقا رکھا گیا ہے۔

..........یہ دونوں آخری درجہ بقا اور لقا کے کسبی نہیں ہیں بلکہ وہبی ہیں اور کسب اور جدوجہد کی حد صرف فنا کے درجہ تک ہے اور اسی حد تک تمام راستباز سالکوں کا سیر و سلوک ختم ہوتا ہے اور دائرہ کمالاتِ انسانیہ کا اپنے استدارت تامہ کو پہنچتا ہے اور جب اِس درجہ فنا کو پاک باطن لوگ جیسا کہ چاہئے طے کر چکتے ہیں تو عادت الہیّہ اسی طرح پر جاری ہے کہ بیک دفعہ عنایتِ الٰہی کی نسیم چل کر بقا اور لقا کے درجہ تک انہیں پہنچا دیتی ہے"۔

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۷۰-۷۱)